رسول اللہ ﷺ کا سفرِ طائف

سیرت النبی ﷺ کا ایک دردناک دور

تحریر:
حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی
......برطانیہ

مکہ مکرمہ میں دس سال تک لگا تار تبلیغِ دین کرنے کے باوجود حالات حوصلہ افزا نہیں ہوئے، ابوطالب جیسے مشفق چچا اور خدیجۃ الکبریٰ جیسی مہربان رفیق زندگی کے سفر آخرت سے مکہ میں تبلیغ تو الگ وہاں رہنا بھی نبی ﷺ کیلئے محال ہو چکا تھا چنانچہ شوال سنہ ۱۰ نبوت کے آخر میں آنحضور ﷺ طائف تشریف لے گئے۔ یہ مکے سے نجران کی جانب ۹۰ کلو میٹر دور پہاڑوں پر واقع خوشگوار آب وہوا والا شہر ہے۔ آپ نے یہ مسافت جاتے ہوئے پیدل طے فرمائی تھی۔ آپ کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہؓ تھے۔ راستے میں جس قبیلے سے بھی گزر ہوتا۔ اسے آپ اسلام کی دعوت دیتے تھے لیکن کسی نے بھی دعوت قبول نہ کی۔ جب طائف پہنچے تو قبیلہ ثقیف کے تین سرداروں کے پاس تشریف لے گئے جو آپس میں بھائی تھے عبد یالیل، مسعود اور حبیب۔ آپ نے ان تینوں کو اسلام کی مدد کرنے اور اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کی دعوت دی۔ جواب میں ایک نے کہا کہ وہ کعبے کا پردہ پھاڑے گا اگر اللہ نے تمہیں رسول بنایا ہوتو۔ دوسرے نے کہا کیا اللہ کو تمہارے علاوہ اور کوئی نہ ملا؟ تیسرے نے کہا: میں تم سے ہرگز بات نہ کروں گا۔ اگر تم واقعی نبی ہو تو تمہاری بات رد کرنا میرے لئے انتہائی خطرناک ہے اور اگر تم نے اللہ پر جھوٹ گھڑ رکھا ہے تو پھر مجھے تم سے بات کرنی ہی نہیں چاہیے۔ یہ جواب سن کر آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صرف اتنا فرمایا ''تم لوگوں نے جو کچھ کیا ہے اسے اپنے تک ہی محدود رکھنا''۔

رسول محتشم ﷺ نے طائف میں دس دن قیام فرمایا۔ اس دوران آپ ان کے ایک ایک سردار کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ہر ایک سے گفتگو فرمائی لیکن سب کا ایک ہی جواب تھا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ کچھ دنوں کے بعد انہوں نے اپنے اوباشوں کو شہہ دے دی۔ چنانچہ آپ نے واپسی کا قصد فرمایا تو یہ اوباش گالیاں دیتے، تالیاں پیٹتے، اور شور مچاتے آپ کے پیچھے لگ گئے، اور دیکھتے دیکھتے اتنی بھیڑ جمع ہوگئی کہ آپ کے راستے کے دونوں جانب لائن لگ گئی۔ پھر گالیوں اور بدزبانیوں کے ساتھ پتھر بھی چلنے لگے۔ جس سے آپ کی ایڑیوں پر اتنے زخم آئے کہ دونوں جوتے خون میں تر بتر ہوگئے۔ ادھر حضرت زید بن حارثہؓ ڈھال بن کر چلتے ہوئے پتھروں

کو روک رہے تھے۔ جس سے ان کے سر میں کئی جگہ چوٹ آئی۔ بدقماشوں نے یہ سلسلہ برابر جاری رکھا۔ یہاں تک کہ آپ عتبہ اور شیبہ جو ربیعہ کے بیٹے تھے کے ایک باغ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ یہ باغ طائف سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ جب آپ نے یہاں پناہ لی تو بھیڑ واپس چلی گئی، اور آپ ایک دیوار سے ٹیک لگا کر انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے۔ قدرے اطمینان ہوا تو دعا فرمائی جو دعائے مستضعفین کے نام سے مشہور ہے۔ اس دعا کے ایک ایک فقرے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ طائف میں اس بدسلوکی سے دوچار ہونے کے بعد اور کسی ایک بھی شخص کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ کس قدر دلفگار تھے اور آپ کے احساسات پر حزن والم اور ہم وغم کا کس قدر غلبہ تھا۔

دعائے مستضعفین

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَشۡکُوۡ اِلَیۡکَ ضَعۡفَ قُوَّتِیۡ وَقِلَّةَ حِیۡلَتِیۡ وَھَوَانِی عَلَی النَّاسِ بِرَحۡمَتِکَ یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ اَنۡتَ رَبُّ الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ وَاَنۡتَ رَبِّیۡ اِلٰی مَنۡ تَکِلُنِیۡ اِلٰی بَعِیۡدٍ یَتَجَھَّمُنِیۡ اَوۡ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکۡتَهٗ اَمۡرِیۡ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ بِکَ غَضَبٌ عَلَیَّ فَلَا اُبَالِیۡ وَلٰکِنَّ عَافِیَتَکَ اَوۡسَعُ لِیۡ مِنۡ ذُنُوۡبِیۡ اَسۡئَلُکَ بِنُوۡرِ وَجۡھِکَ الَّذِیۡ اَشۡرَقَتۡ لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَیۡهِ اَمۡرُ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ مِنۡ اَنۡ یَّحُلَّ لِیۡ سَخَطُکَ اَوۡ یَنۡزِلَ عَلَیَّ عَذَابُکَ لَکَ الۡعُتۡبٰی حَتّٰی تَرۡضٰی وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِکَ

”بار الٰہا! میں تجھ سے اپنی کمزوری و بے بسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی بے قدری کا شکوہ پیش کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا رب ہے، اور تو میرا بھی رب ہے۔ تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے کیا کسی بیگانے کے جو میرے ساتھ تندی سے پیش آئے۔ یا کسی دشمن کے جس کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے؟ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن تیری عافیت کی نظر کرم میرے لئے زیادہ کشادہ ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ چاہتا ہوں۔ ”جس سے تاریکیاں روشن ہیں اور جس کی برکت سے دنیا و آخرت کے معاملات درست ہوتے ہیں“ کہ تو مجھ پر اپنا غضب نازل کرے یا تیرا عتاب مجھ پر وارد ہو، تیری ہی رضا مطلوب ہے یہاں تک کہ تو خوش ہو جائے اور تیرے بغیر کوئی زور اور طاقت نہیں“۔ [ابو داؤد]

ابنائے ربیعہ کے باغ میں: ادھر آپ کو ابنائے ربیعہ نے اس حالت زار میں دیکھا تو ان کے جذبۂ قرابت

میں حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنے عیسائی غلام کو جس کا نام عداس تھا، بلا کر کہا کہ اس انگور کا ایک گچھا لو اور اس شخص کو دے آؤ۔ جب اس نے انگور آپ کی خدمت میں پیش کیئے تو آپ نے بسم اللہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور کھانا شروع کر دیا۔ عداس نے کہا یہ جملہ تو اس علاقے کے لوگ نہیں بولتے۔ آنحضور ﷺ نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے۔ اس نے کہا میں عیسائی ہوں اور نینوی کا باشندہ ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا تو تم مرد صالح یونس بن متی کی بستی کے رہنے والے ہو۔ تو اس نے پوچھا آپ یونس بن متی کو کیسے جانتے ہیں؟ فرمایا وہ میرے بھائی تھے۔ وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر عداس آنحضور ﷺ پر جھک پڑا اور آپ کے سر، ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ یہ دیکھ کر ربیعہ کے دونوں بیٹوں نے آپس میں کہا لو: اب اس شخص نے ہمارے غلام کو بھی بگاڑ دیا۔ اس کے بعد جب عداس واپس گیا تو دونوں نے اس سے کہا۔ یہ کیا معاملہ تھا۔ اس نے کہا میرے آقا روئے زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی اور نہیں ہے۔ اس نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا۔ دیکھو عداس کہیں یہ شخص تمہیں تمہارے دین سے نہ پھیر دے۔ کیونکہ تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

مکے کی طرف روانگی: قدرے ٹھہر کر رسول اللہ ﷺ باغ سے نکلے تو مکے کی راہ پر چل پڑے۔ غم والم کی شدت سے طبیعت نڈھال اور دل پاش پاش تھا۔ قرن منازل پہنچے تو اللہ کے حکم سے حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ ان کے ساتھ پہاڑوں کا فرشتہ بھی تھا۔ وہ آپ سے یہ گزارش کرنے آیا تھا کہ آپ حکم دیں تو وہ ان مجرموں کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے امید کہ اللہ عز وجل ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کر دے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گی۔

صحیح بخاری میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو احد کے دن سے بھی زیادہ سنگین رہا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! تمہاری قوم سے مجھے جن جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان میں سے سب سے سنگین مصیبت طائف کے دن ہوئی جب وہاں کے سرداروں نے میری تکذیب کی، اور مجھے طائف سے باہر نکلنا پڑا حتی کہ قرن الثعالب پہنچ کر جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے پہاڑوں کے فرشتے کو مجھ پر پیش کیا اس نے کہا اے محمد ﷺ اگر آپ حکم دیں تو انہیں دو پہاڑوں کے درمیان کچل دوں تو میں نے کہا نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ عز وجل ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

رسول اللہ ﷺ کے اس جواب میں آپ کی یگانہ روزگار شخصیت اور ناقابل ادراک گہرائی رکھنے والے

اخلاق عظیمہ کے جلوے دیکھے جاسکتے ہیں۔ بہرحال اب سات آسمانوں کے اوپر سے آنے والی اس غیبی مدد کی وجہ سے آپ کا دل مطمئن ہوگیا اور غم والم کے بادل چھٹ گئے۔ چنانچہ آپ نے مکے کی راہ پر مزید پیش قدمی فرمائی اور وادی نخلہ میں جافروکش ہوئے۔ یہاں دو جگہیں قیام کے لائق ہیں۔ ایک السیل الکبیر اور دوسری زیمہ، کیونکہ دونوں ہی جگہ پانی اور شادابی موجود ہے۔ لیکن کسی ماخذ سے پتہ نہیں چل سکا کہ آپ نے ان میں سے کس جگہ قیام فرمایا۔ وادی نخلہ میں آپ کا قیام چند دن رہا۔ اس دوران میں حق تعالیٰ نے آپ کے پاس جنوں کی ایک جماعت بھیجی جس کا ذکر قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک سورہ الأ حقاف میں اور دوسرے سورہ جن میں۔ سورہ الأ حقاف کی آیات یہ ہیں۔ ﴿وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَراً مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَا اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝﴾ ''اور یاد کرو! جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا تاکہ وہ قرآن سنیں، پس جب وہ اس جگہ پہنچ گئے تو آپس میں کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، پھر جب وہ پڑھا جاچکا تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کیلئے واپس پلٹ گئے (۲۹) کہنے لگے اے ہماری قوم! بے شک ہم نے وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین اور صراط مستقیم کی طرف رہبری کرتی ہے (۳۰) اے ہماری قوم! داعی الی اللہ کی بات مانو، اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں عذاب الیم سے پناہ دے گا (۳۱) اور جو شخص اللہ کے داعی کا کہنا نہ مانے گا پس وہ زمین میں عاجز نہیں کرسکتا، اور نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مددگار ہوں گے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں'' (۳۲)

یہ آیات جو اس واقعے کے بیان کے سلسلے میں نازل ہوئیں۔ ان کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو ابتداءً جنوں کی اس جماعت کی آمد کا علم نہیں ہوسکا تھا بلکہ جب ان آیات کے ذریعے اللہ عزوجل نے آپ کو اطلاع دی تب آپ واقف ہوئے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کی یہ آمد پہلی بار ہوئی تھی اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے بعد ان کی آمد ورفت ہوتی رہی۔

جنوں کی آمد اور قبول اسلام کا واقعہ درحقیقت اللہ کی جانب سے دوسری مدد تھی۔ جو اس نے اپنے غیب مکنون کے خزانے سے اپنے اس لشکر کے ذریعے فرمائی تھی جس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ پھر اس واقعے کے تعلق سے جو آیات نازل ہوئیں ان کے بین السطور سے نبی پاک ﷺ کی دعوت کی کامیابی کی بشارتیں بھی ہیں۔ اور

اس بات کی وضاحت بھی کہ کائنات کی کوئی بھی طاقت اس دعوت کی کامیابی کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ارشاد ہے﴿وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءُ اُولٰئِكَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ﴾[الأحقاف:۳۲] ترجمہ''اور جو شخص اللہ کے داعی کا کہنا نہ مانے گا پس وہ زمین میں عاجز نہیں کرسکتا، اور نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مددگار رہوں گے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں''۔

مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ سورہ الأحقاف سنہ۱۰ نبوت کے آخر یا سنہ۱۱ کے شروع میں نازل ہوئی۔ اس میں جنوں کا، نبی سے قرآن سن کر ایمان لانے کا ذکر ہے، جب آپ طائف تشریف لے گئے تھے تو واپسی پر وادی نخلہ میں چند روز ٹھہرے۔ انہی ایام میں ایک روز آپ رات کو نماز میں قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے کہ جنوں کے ایک گروہ کا ادھر سے گزر ہوا، انہوں نے قرآن سنا ایمان لائے اور واپس جا کر اپنی قوم میں اسلام کی تبلیغ شروع کردی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو خوشخبری سنائی کہ انسان چاہے تمہاری دعوت سے بھاگ رہے ہوں مگر بہت سے جن اس کے گرویدہ ہوگئے ہیں اور وہ اپنی جنس میں اسے پھیلا رہے ہیں۔ طائف کا یہ سفر ہجرت سے تین سال پہلے پیش آیا! اس نصرت اور ان بشارتوں کے سامنے غم والم اور حزن و مایوسی کے وہ سارے بادل چھٹ گئے جو طائف سے نکلتے وقت گالیاں اور تالیاں سننے اور پتھر کھانے کی وجہ سے آپ پر چھائے ہوئے تھے۔ آپ نے عزم مصمم کرلیا کہ اب مکے پلٹنا ہے اور نئے سرے سے دعوت اسلام اور تبلیغ رسالت کے کام میں چستی اور گرم جوشی کے ساتھ لگ جانا ہے۔ یہی موقعہ تھا جب حضرت زید بن حارثہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کی تھی کہ آپ مکے کیسے جائیں گے جبکہ وہاں کے باشندوں نے آپ کو نکال دیا ہے، تو جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: اے زید تم حالت دیکھ رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے کشادگی اور نجات کی کوئی راہ ضرور بنائے گا، اپنے دین کی مدد کرے گا اور اپنے نبی کو یقیناً غالب فرمائے گا۔

رسول برحق کی بات پوری ہوئی: حق تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی یہ بات کیسے پوری فرمائی: ملاحظہ فرمائیے! فتح مکہ کے بعد جب قبول اسلام کی لہر چلی تو طائف کے ان لوگوں میں بھی اسلام نے اپنا گھر کرلیا چنانچہ عروہ بن مسعود اور عبد یا لیل کا بارگاہ نبوت میں حاضری کا تذکرہ یوں ملتا ہے۔

عروہ بن مسعود ثقفی کی حاضری: غزوہ حنین کے بعد ثقیف میں سے سب سے پہلے جو شخص اسلام کی غرض سے نبی پاک ﷺ کے پاس آیا وہ عروہ بن مسعود ثقفی تھا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تھا اور صلح حدیبیہ میں کفار کا وکیل بن کر آیا تھا۔ جنگ ہوازن وثقیف کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔ عروہ کی اس وقت دس بیویاں تھیں۔ نبی پاک ﷺ نے اسے چار رکھنے اور باقی کو فارغ کردینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ واپس ہوتے

وقت اس نے اپنی قوم کو تبلیغ کرنے کی اجازت چاہی۔ آنحضور ﷺ نے خدشات ظاہر فرمائے تو اس نے کہا قوم میرا بڑا احترام کرتی ہے اس لئے کوئی خدشہ نہیں چنانچہ انہوں نے واپس آ کر تبلیغ شروع کر دی۔ ایک دن اپنے بالا خانے میں نماز ادا کر رہے تھے کہ کسی شقی القلب نے تیر مارا جس سے وہ زخمی ہو گئے اور اسی وجہ سے شہید ہو گئے۔ لیکن جو آواز انہوں نے قوم کے کانوں تک پہنچائی تھی وہ دلوں پر اثر کئے بغیر نہ رہی۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ قوم نے اپنے چند سرداروں کو منتخب کیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تا کہ اسلام کی نسبت پوری واقفیت حاصل کریں۔

ثقفی قبیلے کا وفد سردار عبد یا لیل کا قبول اسلام: چنانچہ اسی وفد ثقیف کا سردار عبد یالیل تھا جس کو سمجھانے کیلئے نبی کریم ﷺ نے سنہ ۱۰ نبوت میں طائف کا سفر کیا تھا، اور اس نے آپ کی بات سننے سے نہ صرف انکار کر دیا تھا بلکہ اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا تھا جنہوں نے پتھر مار مار کر آپ کو طائف سے نکال دیا تھا۔ اس وقت نبی پاک نے ان کیلئے بددعا نہیں فرمائی تھی بلکہ اس امید کا اظہار کیا تھا کہ اگر یہ لوگ نہیں تو ان کی نسلیں اسلام قبول کریں گی۔ اب وہی دشمن اسلام خود بخود اسلام کیلئے اپنے دل میں جگہ پاتے اور بخوشی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے عرض کی کہ یہ اہل ثقیف میری قوم کے لوگ ہیں۔ کیا میں انہیں اپنے ہاں ٹھہرالوں؟ آپ نے فرمایا ہاں انہیں ایسی جگہ اتارو جہاں قرآن کی آواز ان کے کانوں میں پڑے تب ان کے خیمے مسجد میں لگائے گئے، جہاں سے یہ لوگ قرآن بھی سنتے تھے اور لوگوں کو نماز پڑھتے بھی دیکھتے تھے۔ اس طرح ان کے دلوں میں اسلام کی صداقت گھر کر گئی۔ اگلی صبح وہ لوگ خدمت اقدس میں آئے اور اسلام قبول کرنے سے پہلے ترک نماز کی رخصت چاہی۔ آپ نے فرمایا اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔ پھر انہوں نے کہا ہمیں جہاد کیلئے نہ بلایا جائے اور نہ ہی ہم سے زکوٰۃ وصول کی جائے۔ آپ نے خاموشی اختیار کیے رکھی کہ اسلام کے اثر سے یہ کام وہ خود بخود کر لیں گے۔ اس طرح صرف دس سال کے اندر اندر اسلام کی وہ دعوت جسے رسول اللہ ﷺ پیش کرنے کیلئے سنہ ۱۰ نبوت میں طائف تشریف لے گئے تھے آج طائف میں بہار پیدا کرنے لگ گئی۔ وللہ الحمد

مکہ میں داخلہ اور پناہ کا حصول: ہم ایک بار پھر وہاں چلتے ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ طائف والوں کے ظلم وستم سے چُور باغ ربیعہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اب آپ مکے کی طرف روانہ ہوئے اور مکے کے قریب پہنچ کر کوہ حرا کے دامن میں ٹھہر گئے۔ پھر خزاعہ کے ایک آدمی کے ذریعے بنوزہرہ کے سردار اخنس بن شریق کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ آپ کو پناہ دے دے۔ مگر اخنس نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ میں حلیف ہوں اور حلیف پناہ دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کے بعد آپ نے سہیل بن عمرو کے پاس یہی پیغام بھیجا مگر اس نے بھی معذرت کر لی کہ بنی عامر کی دی ہوئی پناہ بنوکعب پر لاگو نہیں ہوتی۔ اس کے بعد آپ نے مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا۔ مطعم نے کہا ہاں

اور پھر ہتھیار پہن کر اپنے بیٹوں اور قوم کے لوگوں کو بلایا اور کہا تم لوگ ہتھیار باندھ کر خانہ کعبہ کے گوشوں پر جمع ہو جاؤ کیونکہ میں نے محمد ﷺ کو پناہ دے دی ہے۔اس کے بعد مطعم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ مکے کے اندر تشریف لے آئیں۔ پیغام پانے کے بعد آپ حضرت زید بن حارثہ ؓ کو ہمراہ لے کر مکہ تشریف لائے اور مسجد حرام میں داخل ہوگئے۔اس کے بعد مطعم نے اپنی سواری پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ قریش کے لوگو! میں نے محمد ﷺ کو پناہ دے دی ہے۔اب انہیں کوئی تنگ نہیں کرسکتا۔ادھر رسول اللہ ﷺ سیدھے حجر اسود کے پاس پہنچے اسے بوسہ دیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے گھر پلٹ آئے۔اس دوران مطعم بن عدی اور ان کے لڑکوں نے ہتھیار بند ہو کر آپ کے گرد حلقہ باندھے رکھا تا آنکہ آپ اپنے مکان کے اندر تشریف لے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے مطعم بن عدی کے اس حسن سلوک کو کبھی فراموش نہیں کیا۔چنانچہ بدر میں جب کفار کی ایک بڑی تعداد قید ہو کر آئی، اور بعض قیدیوں کی رہائی کیلئے حضرت جبیر بن مطعم ؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**لو کان المطعم ابن عدی حیا ثم کلمنی فی ھولاء النتنی لترکتھم له**) [بخاری] ''اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا۔ پھر وہ مجھ سے ان بدبودار لوگوں کے بارے میں گفتگو کرتا تو میں اس کی خاطر ان سب کو چھوڑ دیتا''۔طائف میں آپ ﷺ کے ساتھ جو ناروا سلوک ہوا اس کے بدلے میں حق تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ عطا فرمایا معراج کا سفر انہی دکھوں کے مداوے کیلئے بھی تھا پھر ہجرت کے واقعات پیش آئے گویا ہر آنے والا دن پہلے سے بہتر ثابت ہوا۔کیونکہ حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہر آنے والا دن گزرنے والے دن سے بہتر نتائج والا ہوگا۔ ﴿وَالضُّحٰی وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَاقَلٰی وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی﴾ ''قسم ہے چڑھتے دن کی (۱) اور قسم ہے رات کی جب وہ پرسکون ہو جائے (۲) نہ تو تمہارے رب نے تمہیں چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہوا (۳) یقیناً تمہارے لئے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے (۴) اور قریب ہے کہ تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے (۵)

شیخ محمد رزاق (ایس ایم شفیع اینڈ سنز) کو صدمہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ممتاز رہنما اور مقامی جماعت کے روح رواں شیخ محمد اسحاق کے بھائی شیخ محمد رزاق کی اہلیہ مورخہ 1 فروری بروز جمعۃ المبارک وفات پا گئیں۔**انا للہ وانا الیہ راجعون** مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند اور پرہیزگار خاتون تھیں مرحومہ کی نماز جنازہ پیرا غائب میں رئیس الجامعہ نے پڑھائی۔

نماز جنازہ سے قبل شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل نے فکر آخرت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔